فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون

اللہ کی بناوٹ جس کے مطابق لوگوں کو بنایا اللہ کی خلقت کو کون بدلے یہ ہے ٹھیک دین لیکن اکثر لوگوں کو معلوم نہیں

فطرۃ اللہ

یعنی

جناب مولانا مولوی حافظ محمد نذیر احمد خاں صاحب کا لکچر جو انہوں نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے آٹھویں سالانہ جلسے میں توحید کی نسبت دیا

سنہ ۱۳۱۱ ہجری المقدس

بفرمایش محمد نذیر حسین تاجر کتب دہلی بازار دریبہ کلاں ۹۳ء

مطبع انصاری واقع دہلی میں برونق طبع پائی

یہ وہ لیکچر ہے جسکی بنا پر لاہور کے مشہور مقدمات لائیبل و توہین مذہب وغیرہ دائر ہوئے اور جس طور پر مقدمات مذکور کا خاتمہ ہوا وہ محرم علی چشتی اڈیٹر اخبار رفیق ہند کے معافی نامہ ذیل سے ظاہر ہوگا +

۹ ۹ ۶ ۶ ۱

الف ۲۵

معافی نامہ

میں محرم علی چشتی نہایت عاجزانہ طور پر سچے دل سے مولوی نذیر احمد صاحب سے معافی کا ملتجی ہوں - مجھے نہایت ہی رنج ہے کہ میں نے اپنی تحریرات میں اُنکی نسبت متعدد سخت الفاظ اور بلا موقع اور نا ملائم اور بیجا فقرے اور گالیاں لکھیں، جن کی وجہ سے اُنکو رنج اور تکلیف ہوئی - اِن سب کی تلافی کا جو کچھ مجھ سے ممکن ہے میں سچے دل سے اور نہایت انکسار سے بذریعہ اس تحریر کے کرتا ہوں اور یقین واثق دلاتا ہوں کہ آئندہ کسی قسم کی بیجا تحریر اُن کی نسبت شائع نکرونگا - اور نیز صفحہ اول رفیق ہند میں اس تحریر کو چھاپنے کے علاوہ اخبارات پنجاب میں جن کی تفصیل ۱۹ - اپریل س۱۸۹۳ء کے رفیق ہند میں ہے اور جنہوں نے مولوی صاحب کے برخلاف لکھا ہے ایک ایک بار معافی کو مشتہر ہونے کے لئے بھیجدونگا نیز یہ اقرار ہے کہ میری طرف سے جسقدر استغاثے مولوی صاحب پر دائر ہوئے ہیں اُن سب میں راضی نامہ داخل کردونگا - میں نہایت افسوس اُن بیجا دلائل اور لاطائل الفاظ کی نسبت کرتا ہوں جو میں نے اپنی تحریرات میں استعمال کئے - مولوی صاحب نے مقدمہ کا خرچہ معاف کردیا ہے +

راقم محرم علی چشتی ۱۹ / جون س۹۳ء مقام لاہور

دستخط انگریزی

رام ناتھ مجسٹریٹ درجہ اول لاہور

غلط نامہ

صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	[illegible]
صحیح	[illegible]
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	بیقراری نہیں
صحیح	بیقراری سے نہیں
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	دلسوزی نہیں
صحیح	دلسوزی سے نہیں
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	میتریل
صحیح	میٹریل
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	رافضی
صحیح	رافض
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	بول جاتے
صحیح	بولی جاتے
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	اینک
صحیح	رینک
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	مراتب
صحیح	راتب
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	جنرلیٹی
صحیح	جنرلیٹی
صفحہ	[illegible]
سطر	۷
غلط	ٹیلر
صحیح	بٹلر
صفحہ	[illegible]
سطر	[illegible]
غلط	متجیس
صحیح	متجس

نحمدہ و نصلے علی رسولہ الکریم صلے اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب سے غالباً پینتیس ۳۵ برس پہلے کا مذکور ہے کہ ایسٹ انڈین ریلوے کا وہ حصہ جو الہ آباد اور فتحپور کے درمیان واقع ہے کھولا گیا۔ میں اُن دنوں مدارس الہ آباد کا ڈپٹی انسپکٹر تھا۔ اور مجھکو دورے کی ضرورت سے اکثر ریل پر سفر کرنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ چونکہ ریل نئی چیز تھی۔ انتظام میں بھی بہت سے نقص تھے اور لوگ ریل کے ضبط اوقات اور اُس کی قوتِ رفتار سے بھی اچھی طرح آگاہ نہ تھے۔ ایکسیڈنٹس (حادثات) اکثر واقع ہوتے رہتے تھے اُسوقت کی دو باتیں ابھی تک مجھے یاد ہیں۔ ایک ہنسی کی اور ایک افسوس کی ✦

ہنسی کی بات تو یہ ہے کہ اتفاق سے خبر نہیں کہاں کے۔ مگر وضع سے معلوم ہوتا تھا لکھنؤ کی طرف کے دو صاحب ایک سٹیشن پر گھنٹوں پہلے سے ریل کے منتظر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں گھنٹی ہوئی اور ریل کے کسی ملازم نے آواز دی کہ پچھم کے جانیوالو ٹکٹ لینے چلو۔ اِن دونوں نے بھی ٹکٹ لئے اور پھر فراغت سے اپنی جگہ جاکر باتوں میں مشغول ہوگئے۔ تھوڑی دیر بعد ریل آموجود ہوئی۔ اور لوگ گاڑیوں پر سوار ہونے کے لئے دوڑے یہ دونوں بھی ٹکے گز کی چال سے چلے۔ اول تو جس تکلف سے اُنھوں نے اسباب اُٹھایا ہے قابل دید تھا۔ دونوں ہاتھ اور بستر۔ اسباب کی گٹھڑی۔ پاندان۔ حقہ اور اُسکے اجزاے ثلاثہ نیچہ و چلم۔ ٹکیوں کی تھیلی۔ ایک کف دست کے برابر ٹوپی جو سر پر اوڑھے تھے یا اُنھی کے محاورے میں کہیں نہ کھوں سر پر دیتے تھے۔ وہ اور شاید ناشتہ بھی۔ اتنی چیزیں سنبھالنے کو۔ اب مجھے یاد نہیں کہ اُنھوں نے اِن چیزوں کو کیونکر سنبھالا۔ مگر گٹھڑی کو تو میں دیکھتا تھا اُلگ سے چنگی میں پکڑے تھے اور کمر بل کھا کھا جاتی تھی ✦

اللہ اللہ کیا اختلاف اوضاع ہے ایک تو وہ ٹوپی تھی کہ میں نے اُسکو کف دست کے برابر بتایا اور

ایک تمہارے سامنے ہیں کہ باقی سارا لباس ایک طرف اور ایک سربند ایک طرف۔ پھر مختلف بندش کی پگڑیاں ہیں اپنے ہاتھ کی باندھی ہوئی۔ دستاربندوں سے بندھوائی ہوئی۔ ایک منی ایچر آو دی پرامڈز آو ایجپٹ آن دی سمالسٹ سکیل یعنی ننھا منا اہرام مصر کا نمونہ پارسیوں کی پگڑی اگر کہیں نظر پڑی ہو۔ اور ایک منصبداری پگڑی ہمارے حیدرآباد کی ہے۔ ہلکی۔ سبک۔ پگڑی کی پگڑی اور ٹوپی کی ٹوپی۔ عمامے ہیں پھیٹے ہیں۔ ہمارے ہاں کے نیچریوں کی وضع مختص لال پھندنیدار ترکی ٹوپی ہے۔ نیچری تو یہاں بھی بہت ہونگے۔ مگر لال ٹوپیاں کم دکھائی دیتی ہیں۔ اور خدا جانے کتنی قسم کی ٹوپیاں ہیں۔ جتنے سر اتنی پوششیں اور دی لاسٹ وو نوٹ دی لیسٹ (سب سے آخر مگر رتبے میں کم نہیں) ایک بنگالہ ہے کہ اُسکو ٹوپی یا پگڑی کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ غرض ہمارا ہندوستان بھی عجیب مختلف الشئون خطہ ہے۔ ہر ایک کی وضع نرالی۔ سر ایک کی طرح جداگانہ۔ اور جتنا اختلاف ظاہر کا ہے اس سے کہیں زیادہ مذہب کا معتقدات کا۔ تم کو تعجب ہوتا ہوگا کہ وہ بقدر کف دست ٹوپی سر پر کیسے سنبھلتی ہوگی۔ اگر اوڑھنے کا ارادہ ہو تو تدبیر میں بتادوں۔ وہ ٹوپی آلپینوں سے بالوں میں اٹکالیجاتی ہے۔ لیکن اب پرانی باتیں چھوٹتی چلی جاتی ہیں اِلاّ یہ ایک عجیب سیر دیکھنے میں آتی ہے کہ جو صوبے بعد کو انگریزی عملداری میں آتے وہ جلد جلد انگریزی اثر سے متاثر ہوتے گئے۔

خیر تو وہ ریل کے دو مسافر اپنا سارا بکھیڑا لیتے ہوئے سوار ہونے کی غرض سے چلے پلیٹ فارم پر جانے کو اکیلے اکیلے ایک گلیارے میں سے گذرنا ہوتا تھا۔ گلیارے کے سرے پر دونوں ٹھٹکے اب یہ اُس سے کہتا ہے کہ اے قبلہ آپ اور وہ اُس سے اصرار کرتا ہے اے قبلہ آپ۔

یہ قبلہ قبلۂ بیت المقدس تو نہ تھا کہ حکم آیا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔ (اے پیغمبر اپنا مُنہ مسجد حرام کی طرف کو پھیرلو اور تم لوگ کہیں بھی ہوا کرو مسجد حرام کی طرف اپنا مُنہ پھیر لیا کرو) اور حکم کے ساتھ سب کے سب کعبہ شریف کو مڑ گئے۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تحویل قبلہ کے بعد پہلی نماز پڑھی اور نماز پڑھکر گھر جارہے تھے راہ میں ایک مقام پر بیت المقدس کی طرف کو نماز جماعت ہو رہی تھی۔ اُنھوں نے نمازیوں سے کہا تم کدھر کو نماز پڑھ رہے ہو قبلہ تو بدل گیا اور میں آنحضرت صلعم کے پیچھے ابھی کعبہ کی طرف نماز پڑھے چلا آتا ہوں وہ لوگ رکوع میں تھے سنتے ہی کعبہ کو پھر گئے۔

غرض ہمارے ان لکھنوی دوستوں کا قبلہ قبلۂ بیت المقدس تو نہ تھا کہ ایک حکم میں اسکی

تحویل ہو جاتی۔ بلکہ وہ قبلہ تھا تکلف اور ظاہرداری کا۔ وہ قبلہ تھا دکھاوے کا۔ تپاک کا۔ وہ قبلہ تھا وقتی ضرورت پر نظر نہ کرنے کا۔ وہ نام کو قبلہ تھا اور حقیقت میں قطب از جا نجنبید۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ریل نکل گئی اور یہ دونوں افسوس کرتے رہ گئے ۔

دوسری حکایت یہ ہے کہ ایک مقام پر ریل کی سڑک دور تک اونچا ٹیلہ کاٹ کر نکلی تھی دونوں طرف ٹیلے کی سلامی دیواریں۔ بیچ میں سڑک۔ میں نے کہا تھا نہ کہ یہ اُن دنوں کا مذکور ہے کہ ریل نئی نئی جاری ہوئی۔ نہیں معلوم بیلوں کا ایک گلے کا گلہ کیونکر سڑک میں اُتر آیا۔ ڈرائیور نے دیکھکر دور سے ڈراؤنی آوازیں نکالنی شروع کیں۔ پانی اُڑایا۔ غل مچایا۔ بیل کیا سمجھیں۔ یہاں تک کہ ریل اُن دونوں دیواروں کے بیچ میں آ داخل ہوئی۔ دو بیلوں نے عجیب تماشا کیا۔ ایک تو بیچ سڑک میں گردن جھکا کان کھڑے کر پھنکارے مارتا ہوا ریل سے ٹکر لینے کو تیار ہوا۔ اُس نے ریل کو شاید بھینس سمجھا ہوگا۔ اور دوسرا دم دبا کر نہیں بلکہ اُٹھا کر ریل کے آگے ہو لیا۔ اور باقی حیران و مبہوت ہو کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے کہ کدھر جائیں کدھر نہ جائیں۔ چنگی بجاتے میں ریل نے اُسکا جو لڑنا چاہتا تھا اور اُسکا جو ریل کے آگے آگے بھاگتا تھا مگر ریل کی تیزی کو کیا پاتا اور اُن کا جو حیران و مبہوت تھے مگر کچھ کرتے نہ تھے غرض سب ہی کا توقیمہ کر دیا۔ وہ ہارِیبل سین (منظر خوفناک) مجھے ابھی تک بھولا نہیں اور بھولے گا بھی نہیں ۔

اِن دونوں حکایتوں سے سوچنے اور سمجھنے والے کے لیئے بہت بڑی نصیحت نکلتی ہے۔ ریل کو سمجھو کہ وہ زمانہ کا نمونہ ہے اور بیلوں کا گلہ ہم لوگ ہیں۔ اگر ہم زمانہ کی قوتِ رفتار سے واقف نہوں تو۔ اور اُسکا مقابلہ کرنا چاہیں تو۔ اور اُسکے ساتھ ساتھ نہ چل سکیں تو اور کچھ نہ کریں تو زمانے کی ریل ہم میں سے کسی کو سپیئر کرنیوالی (چھوڑنیوالی) نہیں۔ یہ وہ چکی ہے کہ خدا کسیکو اسکے پاٹوں میں ڈالے ہی نہیں۔ پاٹوں میں آیا اور چاہے آٹا ہو یا گھن سب کو پیس کر رکھدیتی ہے۔ یہ وہ درانتی ہے کہ گیہوں یا سرسوں یا السی جو کچھ اسکے منہ پر چڑھ گیا بے کاٹے نہیں چھوڑتی۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ زمانہ کی رفتار کو پہچانو۔ اُسکی قوت کو سمجھو۔ اور پھر یہ دیکھو کہ تم کن میں ہو۔ اُن لکھنؤ والوں کی سی گٹے گز کی چال چلکر ریل پر سوار ہو لوگے یا زمانے کی ریل کا مقابلہ کروگے یا بھاگ کر اُسکی زد سے بچ جاؤگے۔ یا آنکھوں پر پٹی باندھکر کانوں میں روئی ٹھونسکر زمانے کی ریل کی آمد سے بے خبر ہو رہو گے۔ گم سم کھڑے دیکھا کروگے اور ریل اوپر لو پر چلی جائے گی۔ ریل کے پہنچنے میں اب کچھ دیر نہ سمجھنا۔ وہ آئی یہ آئی۔ بھاگو بھاگو۔ بچو بچو انا النذیر العریان فالنجا فالنجا ۔

یہ عربی سمجھے۔ حدیث شریف ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکبار اہل مکہ میں منادی کرائی
کہ مجھکو تم لوگوں سے کچھ ضروری بات کہنی ہے۔ فلاں وقت فلاں مقام پر جمع ہوجاؤ تو جو کچھ مجھ کو کہنا ہے
تم کو اُس سے آگاہ کردوں۔ لوگ جمع ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ بھلا اگر میں تم سے کہوں کہ دشمن کی فوج تمکو
لوٹنے مارنے کے ارادے سے اس پہاڑ کی آڑ میں آکر چھپی پڑی ہے تو تم میری بات کا یقین کروگے یا
نہ کروگے۔ سب بولے کہ ضرور یقین کرینگے۔ کیونکہ تم اپنی قوم کے بدخواہ نہیں۔ جھوٹ بولنا تمہارا شیوہ نہیں
اسپر آپنے فرمایا کہ تمہاری خرابیاں حد سے گزر گئی ہیں اور نزول عذاب کا وقت آگیا۔ اور میں نے مارے جلدی
کے کپڑے بھی نہیں پہنے اور جیسا بیٹھا تھا تمکو ڈرانے کے لیئے بھاگا ہوا آیا ہوں *

یہی مضمون قرآن میں بھی ہے مگر دوسرے الفاظ میں فانی نذیر لکم بین یدی عذاب
شدید بڑے لوگوں کی بڑی باتیں۔ مگر میں نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقولہ سے تمثل کیا تو
صرف اتنی بات پر کہ میرا نام نذیر ہے اور چاہے یوں سمجھو کہ مجھی کو سوجھی۔ یا کسی دوسرے کے سمجھانیسے
سوجھی۔ مگر میں تمہارے اس بھرے مجمع میں اقرار کرتا ہوں ولا اُبالی کہ دوسرے کے سمجھانے سے نہیں
بلکہ اُسکی دیکھا دیکھی سوجھی۔ کہ مسلمان دُنیاوی تعزز۔ دُنیاوی تمول کے اعتبار سے تباہ اور برباد ہوئے چلے
جاتے ہیں۔ اصل میں غل مچانے والا۔ سوتوں کو جگانیوالا اور ہے اور میں تو اُس کی ہاں میں ہاں ملانے والا ہوں۔
وہ بھی اُس کی سی دلسوزی نہیں۔ اُس کی سی اینگزائٹی (بیقراری) نہیں۔ میں تو سمجھا تھا کہ مسلمانوں کی بدقسمتی
کا گرہ کچھ اُترتا چلا ہے۔ اور جب سر سید احمد نے اہل پنجاب کو زندہ دل کا خطاب دیا تو میں نے ایسا خیال کیا
کہ ایسا دور اندیش۔ ایسا تجربہ کار جسنے مسلمانوں ہی کی دنیاوی اصلاح کو اپنا اُوڑھنا بچھونا بنا رکھا ہے اور
شبانہ روز اسی دُھن میں غلطاں پیچاں ہی ایک خطہ کے مسلمانوں کی نسبت ایسی عمدہ رائے ظاہر کرے تو یہاں کے
مسلمان ضرور ایسے ہی ہونگے۔ لیکن سوائے اس ایک انجمن حمایت الاسلام کے پنجاب کے مسلمانوں نے
اور کوئی فلاح قومی کا کام کیا ہو تو بول اُٹھو۔ کیا اتنے بڑے پنجاب کو پنجاب کے اتنے سارے مسلمانوں کو
بس اس ایک انجمن کی اور ایسی انجمن کی حاجت تھی جسکی گزران محض توکل پر ہے **شعر**

زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ ۔۔۔ کہ آمیں آئی تو روزی ہے اورنہیں روزہ

یاد تو کیوں نہ ہوگا مگر ایک مہینے سے بھی کم میں رمضان شریف تشریف لانے والے ہیں۔ اگرچہ گذشتہ سالوں
کی سی سختی اب کے رمضان میں نہیں ہوگی۔ مگر آخر روزہ روزہ ہے۔ اُسوقت انجمن کی حالت کی تمکو قدر ہوگی

اور پھر بھی جیسی قدر ہونی چاہیئے نہیں ہوگی کیونکہ تمہارے یہاں برس دن بعد رمضان آئے گا اور انجمن میں بارہ مہینے امیر خانی رمضان رہتا ہے +

امیر خانی رمضان کا قصہ یہ ہے کہ امیر خاں پنڈارا ایک لوٹیرا آدمی تھا اور اُسنے اپنی قسم کے سپاہی جمع کر لیئے تھے۔ اِن لوگوں کو کبھی تنخواہ نہیں دیجاتی تھی۔ اتفاق سے نقالوں کا ایک طائفہ اس کے لشکر میں پہنچا اور لوگوں کو اپنا تماشا دکھانا چاہا۔ لوگوں نے عذر کیا کہ ہمکو دانے گھاس کی مشکل پڑی رہتی ہی۔ تم کو انعام واکرام کہاں سے دینگے۔ سرگروہ طائفہ نے کہا کہ ہمارا تماشا کراؤ تو ایسی نقل کرینگے کہ شاید تمہاری تنخواہیں بھی تقسیم ہوجائیں۔ چنانچہ ایک شخص بہت بزرگ صورت جیسے ہماری انجمن کے نقیب الاولیا (خان نجم الدین صاحب)[1] آموجود ہوتے طائفے میں سے ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت آپ کون بزرگ ہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ رمضان شریف۔ اتفاق سے وہ مہینہ شاید ربیع الاول کا تھا تو دوسرے نے حیران ہوکر پوچھا کہ رمضان شریف کے اس مہینے میں آنے کا کونسا موقع ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ تم کو معلوم نہیں میری تعیناتی امیر خاں کے لشکر میں ہے۔ صرف ایک مہینے کی رخصت ملتی ہے اسی میں سارے جہان میں پھر آتا ہوں اور پھر اپنے ٹھکانے آلگتا ہوں۔ سُنا ہی کہ یہ حکایت امیر خاں کے کان تک پہنچی اور اُسنے تنخواہ کے تقسیم کیئے جانے کا حکم دیا +

کیا ہمہ وقت کوئی آدمی تمہارے آگے جھولی پھیلائے کھڑا رہے۔ یا ہر ماہواری رسالہ میں تمہارے پاس عرضیاں بھیجی جایا کریں۔ یا ہر سالانہ جلسے میں تمکو یاد دلایا جائے کہ ایک انجمن ہے اور اُسنے قوم کی اُمید پر رفاہ قومی کے بہت سے کام اُٹھا رکھے ہیں۔ اُسنے ہول پر اولس کے یتیموں کو اپنی حفاظت میں لیا ہی اور یتیم آدمی کے بچے ہیں لاوارث بےکس اُنکو تمہاری طرح دو وقت بھوک لگتی ہے۔ جاڑوں میں سردی اُنکو رہنے کو مکان۔ ستر عورت کے لیئے کپڑا درکار ہے۔ غرض تھی آدمیوں کی سی ضرورتیں رکھتے ہیں اور سوائے خدا کی ذات کے کوئی اُن کی ضرورتوں پر نظر کرنے والا نہیں۔ یا نیچے تم۔ اگر خدا تمہارے دل میں رحم ڈالے اور یتیموں کا ترس کھاؤ۔ یا انجمن بیوہ عورتوں کی پرداخت کرتی ہے یا انجمن نے اسکول جاری کیا اور اب وہ اُسکو کالج کرنے پر مجبور ہوئی۔ اور اِن سب باتوں کو چاہیئے خرچ۔ انجمن کیمیا بنانی نہیں جانتی۔ اُسکو دست غیب کا عمل نہیں آتا۔ اُسنے کہیں سے دبا گڑا خزانہ نہیں پالیا۔ انجمن کے ممبر چور نہیں۔ ڈاکو نہیں کہ کسی کا مال جاکر

[1] یہ انجمن کے بڑے سرگرم ممبر ہیں۔ لکچر کے وقت جلسے میں لوگوں کو یہی باترتیب بٹھارہے تھے +

مار لائیں۔ اُسکا سرمایہ وہی جو تم ہاتھ اُٹھا کر دیدو۔ تم میں سے کون انجمن کی سی بے آس بے سہارے زندگی بسر کریگا۔ کون ایسی زندگی کرتا ہے۔ کون ایسی زندگی کر سکتا ہے۔ تمکو شروع میں سمجھنا چاہیئے تھا کہ یہ انجمن کہاں تک پاؤں پھیلاسکی۔ اور پبلک کی نظر میں۔ غیر قوموں کی نظر میں۔ خدا اور رسول کی نظر میں اُس کے جاری ہونے سے تم کہاں تک فی سمدار ٹھیرو گے۔ اگر یہ انجمن سسک سسک کر جی جیسی کہ اب تک جی اور اب جی رہی ہے تو سمجھ لو کہ میرے مُنہ میں خاک یہ ایک دن مرے گی اور ضرور مرے گی۔ لیکن خدانخواستہ مری تو اکیلی نہیں مرے گی مسلمانوں کی عزت کو ساتھ لیکر مرے گی مسلمانوں کی غیرت کو ساتھ لیکر مرے گی مسلمانوں کی حمیت کو ساتھ لیکر مرے گی۔ میں انجمن کے اتنے ثبات کو بھی اپنے زمانے کا اسلامی معجزہ سمجھتا ہوں ✤

سر سید پر جنھوں نے ہندوستان میں اسطرح کی نباشی (کفن گھسوٹی) کو رواج دیا جیسی چاہو بدگمانیاں کر لو۔ میں سر سید احمد کا بھاٹ نہیں۔ وہ اگر پیر ہوں تو اُن کا مرید نہیں۔ اُستاد ہوں تو اُن کا شاگرد نہیں مرثیہ خواں ہوں تو اُن کا بسوریا نہیں۔ امیر ہوں اور مجھ کو معلوم ہے کہ نہیں ہیں۔ لیکن اگر امیر ہوں تو اُن کا دست نگر نہ کبھی تھا نہ اب ہوں اور نہ انشاءاللہ مدت العمر ہوں گا۔ مگر ہے کیا۔ آدمی ہوں۔ دوست دشمن میں تمیز کرنے کی۔ قومی حالت اور قومی ضرورتوں کی شناخت کی عقل رکھتا ہوں۔ تمہارے اس لاہور میں اور لاہور کیا چیز ہے علیگڈہ میں اور علیگڈہ کے شہر میں بھی نہیں۔ نیچر گڈہ میں یعنی محمڈن کالج میں خود سر سید اور اُن کے حواریین کے روبرو میں نے اسبات کے کہنے میں مطلق باک نہیں کیا۔ اور کیوں کرتا کہ میں اُن کے سب نہیں بعض معتقدات کو غلط سمجھتا ہوں۔ لیکن جیسا مجھ کو اُن کی غلطیوں کا تیقن ہے اس بات کا بھی تیقن ہے کہ وہ شخص منافق نہیں۔ بزدل نہیں۔ مکار نہیں اور قومی خیر خواہی سے ایسا سرشار ہے کہ اُس کا بس چلے تو اپنی تو پہلے ہی سے اُتار رکھی ہے۔ دوسروں کی پگڑی بھی اُتار کر مسلمانوں کے حوالے کردے وہ جو کہتے ہیں حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمّ (آدمی کو ایک چیز کی محبت اندھا بہرا کر دیتی ہے) سید احمد خاں کو مسلمانوں کی دنیاوی اصلاح کی دُھن میں آگا پیچھا کچھ نہیں سوجھتا۔ افراط تو ہر ایک چیز میں مذموم ہے۔ پس میرے نزدیک سید احمد خاں میں عیب ہے تو یہ ہے۔ میری رائے سید احمد کی نسبت اگر صحیح ہے تو میں کسی سے اُسکی تائید نہیں چاہتا۔ اور اگر غلط ہے تو اصلاح کے لیئے اس کو کسی کے روبرو پیش نہیں کرتا۔ میں نے سید احمد خاں کے ساتھ کسی امر میں مخالفت کی ہو تو سب سے زیادہ مجھی کو اسکا افسوس ہے۔ اگر مجھ سے اُس میں کسیطرح کی بے تہذیبی سرزد ہوئی ہو۔ اُن کو خدا نے شرف دیا ہے باعتبار عمر کے۔ شرف دیا ہے باعتبار نسب کے۔ شرف دیا ہے باعتبار

تعزز دنیا وی کے۔ بہت بڑا شرف دیا ہے باعتبار خیر خواہی قومی کے اور حدیث شریف میں آیا ہے من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منّا (جو چھوٹے پر مہربانی نہ رکھے اور بڑے کا ادب نہ کرے وہ ہم میں کا نہیں) حدیث میں صغیر و کبیر دونوں لفظ مطلق واقع ہوئے ہیں۔ صغیر سے نہ صرف بیٹیا یا چھوٹا بھائی مراد ہے اور کبیر سے نہ صرف باپ یا رشتہ کا کوئی بزرگ اور نہ اسمیں مذہب و عقائد کی قید ہے بلکہ جناب رسول خدا صلعم کی خدمت میں کچھ وفود یعنی ایلچی آئے اور وہ اُسوقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اُن کے سرگروہ کو آتا ہوا دیکھکر اصحاب سے جو حاضر خدمت تھے فرمایا۔ قوموا الی سید کم (اپنے سردار کو استقبال کرکے لو) غرض من لم یرحم صغیرنا الخ ایسا گولڈن رول (قاعدۂ زرّین) ہے کہ اگر مسلمان اسپر پورا پورا عمل کریں تو ان کی سوسائٹی سے بہتر شایستہ و مہذب اور متفق و یکدل دنیا میں کوئی سوسائٹی نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر مسلمان اپنے پیغمبرؐ کی بات نہ مانیں اور لوگوں کو زبان و قلم سے ایذائیں دیں اور اپنے بڑوں کا ادب ملحوظ نہ رکھیں اور یوں مسلمانوں میں رنجشیں اور عداوتیں پھیلیں اور وہ سنار کی سی کھٹ کھٹ کرتا ہی رہے اور یہ ایک لوہار کی سی جڑ دیں اور یہ سارا نزلہ آخر کار اسلام پر گرے تو اسمیں اسلام اور بانی اسلام کا کیا قصور ہو+

مسلمان رسول کی کیا مانیں گے جب وہ خدا کی نہیں مانتے۔ میں اس کی تائید میں قرآن کی چند آیتیں پڑھتا ہوں یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِھْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (اے ایمان والو کوئی گروہ دوسرے گروہ کی ہنسی نہ اڑائے عجب نہیں جن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہو وہ ہنسی اُڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کی ہنسی اُڑائیں عجب نہیں جن کی ہنسی اڑائی جاتی ہے وہ ہنسی اڑانے والیوں سے بہتر ہوں اور اپنوں کو چھیڑو مت اور نہ بُرے لقبوں سے یاد کرو ایمان لائے پیچھے نافرمانی بڑی بدنامی کی بات ہو اور جو توبہ نہیں کرے گا تو وہی لوگ ظالم ٹھیرینگے۔ اے ایمان والو اکثر بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بہت سی بدگمانیاں داخل گناہ ہیں اور لوگوں کے حالات کی ٹوہ میں مت لگے رہو اور ایک دوسرے کی غیبت مت کرو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا۔ کہ اپنے مردہ بھائی کے گوشت کو کھائے اِس سے تو تمکو ضرور گھن آتی

ہو گی - اور ڈرو اللہ سے بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑا مہربان ہے)

اور خیر سید احمد خاں سے یہاں بحث بھی کیا ہے - وہ اس انجمن کے سکرٹری نہیں ممبر نہیں -
پیٹرن نہیں - بلکہ بدیں وجہ یہ چاہتے ہوں تو تعجب نہیں کہ انجمن کے فنڈز جو کچھ ہوں لیجاکر علیگڈہ کالج میں ٹھونس دوں کہ نہ ہزار ادھورے اور نہ ایک پورا - مگر جن کی طبیعتیں نیشنرن واقع ہوئی ہیں وہ ہر ایک کی گاڑی میں کسی کی بھی ہو بے روڑہ اٹکائے نہیں رہتے **شعر**

دود شوند ار بدماغے رسند   باد شوند ار بچراغے رسند

اِن کی مثال خچر کی سی ہے کہ گدھوں کو لادنے لگے تو کہا میں گھوڑا ہوں گھوڑوں پر زین کسنے کی نوبت آئی تو لگا ہینچوں ہینچوں کرنے ان انکر الاصوات لصوتُ الحمیر (سب سے بُری آواز گدھے کی ہے) اے ظالم کہیں تو لد اور لدیگا نہیں تو یہ قومی بوجھ کیونکر اُٹھیگا - یہ لوگ کیسا ہی نیک کام ہو ہمیشہ بُرے موٹوز (اغراض) پر ڈھال لیجاتے ہیں **شعر**

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اور کچھ بن پڑتی ہوئی پھبتی نہیں سوجھتی تو مذہب کا حیلہ نکال کھڑا کرتے ہیں - ڈاکٹر تعدیہ امراض میں اختلاف کرتے ہیں لیکن جنہیں اختلاف ہی وہ تعدیہ امراض جسمانی ہے - روحی امراض کے متعدی ہونے میں کچھ بھی شبہہ نہیں - ایک گندہ دل سارے کمیونٹی کے دلوں کے بگاڑ دینے کو کافی ہے - جیسے ایک دیا سلائی ایک شہر کے جلا دینے کو بس کرتی ہے - اگر میٹریل ڈرائی (چیزیں خشک) اور ہوا موافق ہو فکونوا علی حذر (خبردار) **شعر**

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

میں اپنے زعم میں بہت ہی آزادانہ زندگی بسر کرتا ہوں - نہ کسی کالج کا بانی ہوں - نہ کسی انجمن کا سکرٹری نہ کسی اخبار کا اڈیٹر - لوگوں کی مدح و ذم سے مستغنی تحسین و تحمیق سے بے نیاز - میں نے ساری عمر لکچر نہیں دیئے - خدمت سے علیحدہ ہو کر خانہ نشین ہوا - نہیں معلوم لوگوں نے کیونکر سمجھ لیا کہ میں ہوا کا رُخ پہچانتا ہوں جو کچھ آپ سمجھتا ہوں دوسروں کو سمجھا سکتا ہوں بشرطیکہ سمجھنا چاہیں اور سمجھ کے پیچھے لاٹھی لیئے نہ پھر رہے ہوں - دس دفعہ بلایا ایک دفعہ آ کھڑا ہوا - اور آ کھڑا ہوا تو کیونکر ہو سکتا ہے کہ دل میں ہو کچھ اور کہوں کچھ **شعر**

راست می گویم و یزداں نہ پسندد جز راست   حرف ناراست سرودں روش اہرمن است

مجھ سے اختلاف ہو تو مجھے جو جی چاہے کہو اور جو جی چاہے سمجھو - مگر از برائے خدا یہ نہ کرنا کہ جیسے سید احمد خاں

کے ساتھ مجھ کو سمیٹ لیا۔ میرے ساتھ اس بیچاری انجمن کو سان لو۔

مجھکو تو نیچری کہلانا عار تھا۔ مگر نیچریت کے اب وہ معنے نہیں ہے جن کی وجہ سے میں نیچریت کو عار سمجھا کرتا تھا۔ اب نیچریت یہ ہے کہ سید احمد خاں کو علی گڈھ کالج کا بانی کہو۔ نیچری علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ کا اڈیٹر کہو۔ نیچری سر کہو۔ نیچری ڈاکٹر کہو نیچری آدمی کہو نیچری۔ تو ایسی نیچریت کا قبول کرنا اس سے زیادہ موجب عار نہیں ہونا چاہیئے جیسے دو اور دو کا چار کہنا۔ میرا نیچریت کو تسلیم کرنا اسی قبیل سے ہے جیساکہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ان کان رفضا حب ال محمد۔ فلیشہد الثقلان انی رافضی (اگر آل محمدؐ کے ساتھ دوستی رکھنا رفض ہے تو دونو جہان اسپر گواہ رہیں کہ میں رفضی ہوں)۔

میں جو اپنے نفس کا احتساب کرتا ہوں تو میرا صرف ایک ہی خیال ایسا ہے۔ جسکو کوئی معاند نیچریوں سے ملتا ہوا کہہ سکتا ہے۔ یہ میری راے ضرور ہے کہ تاویل کرنیسے کسی حکم کی ایسی بیحرمتی نہیں ہوتی جیسے اصرار اور اعلان اور تعمیم کے ساتھ اسکی تعمیل نہ کرنیسے۔ بات کو صبر و سکون کے ساتھ سنو ہی نہیں تو اسکا کیا علاج ہے۔ مگر سنوگے اور زمانہ۔ ہماری دعا تو یہ ہے کہ تم ہی کو سنانے ورنہ تمھاری پہلی نسل نہیں تو دوسری اور دوسری نہیں تو قسم کھانے کی بات ہے کہ تیسری ضرور سُنے گی۔ کیا چھوٹی چھوٹی باتوں کی فکر میں پڑی ہو انگریزی ایجوکیشن کو روکو۔ اگر تم سے رک جائے اور اب تو یہ ایسی جڑ پکڑ گئی ہے کہ بعض انگریز بھی جن کی بلا لائی ہوئی ہے **مصرع** اے صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ اسکو روکنا چاہتے ہیں اور نہیں رکتی۔ جن لوگوں نے ایجوکیشن کی قدر و قیمت کو جانا پہچانا وہ ایسے اسکے گرویدہ ہیں کہ اگر گورنمنٹ اعلے درجہ کی تعلیم سے دست کش ہونا چاہے تو مارے ایجیٹیشن کے یہاں سے ولایت تک گورنمنٹ کی دھجیاں بکھیر دیں لیکن اگر گورنمنٹ اعلیٰ درجہ کی تعلیم سے دست کش ہو بھی جائے تو وہ لوگ چاہے بھوکے مریں ننگے پھریں۔ بھیک مانگیں مگر ایجوکیشن کا بال بیکا نہ ہونے دیں۔ بنگالی تو بنگالی ہمارے نارتھ ویسٹرن پراونسز (ممالک مغربی شمالی) میں گورنمنٹ نے دو کالج بند کر دیئے لوگوں نے چندہ کرکے دونوں کو بدستور قائم رکھا۔ تو جو لوگ اسلام کو معرض خطر میں سمجھتے ہیں انکو چاہیئے کہ ایجوکیشن کو روکیں اگر اُنسے رکی جائے اور یہ نہ رُکی اور نہیں رُکے گی۔ تو جن باتوں کا سُننا ناگوار ہے وہ اور اُنسے بڑھ بڑھ کر تم آپ کہوگے یہ اپنے آنکھوں دیکھے واقعات ہیں کہ جن باتوں کی اب کوئی مطلق پروا نہیں کرتا۔ اب سے چالیس برس پہلے ایک ایک بات کفر و زندقہ سمجھی جاتی تھی میں ایسے باپ کا بیٹا ہوں کہ دہلی کالج کے پرنسپل نے ہرچند چاہا کہ میں انگریزی پڑھوں والد مرحوم نے جو ایک غریب آدمی تھے

مگر اپنے وقت کے بڑے دیندار صاف کہدیا کہ مجھے اسکا مرجانا منظور۔ اس کا بھیک مانگنا قبول مگر انگریزی پڑھنا گوارا نہیں میں ایسے مولوی کا شاگرد ہوں جنہوں نے لاٹ صاحب سے باستکراہ بہرحیہ تمام تر اور بمجبوری ہاتھ ملا کر اُس ہاتھ کو مٹی سے رگڑ رگڑ کر دھوڈالا تھا۔ انگریزی صابون سے نہیں۔ جنہوں نے پانی پینے کا مٹکا جو جماعت میں رکھا رہتا تھا تڑوا ڈالا تھا۔ اسواسطے کہ اُس میں سے ایک شامت زدہ انگریزی خوان مسلمان پانی پی گیا تھا تم کیا دینداری برتوگے۔ دینداریاں یہ تھیں جو ہمنے دیکھیں ہیں اور اب انکے دیکھنے کو آنکھیں ترستی ہیں۔ اور ایک دینداری یہ ہے جو ہم اور تم سب دیکھ رہے ہیں۔ ان نینن کا یہی بسیکھ۔ وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھ۔ اور ایک دینداری اب سے پچاس برس بعد ہوگی اگر امام مہدی نہ آگئے۔ تم ایک سرسید کو لیئے پھرتے ہو۔ کچھ خبر بھی ہے زمانہ کتنے سرسید پیدا کر چکا اور کرتا چلا جا رہا ہے۔ جن میں کے سرسید ہیں۔ ان کا تو یہ مقولہ ہے شعر

اذا مات منا سیدٌ قام سیدٌ قؤل لما قال الکرام فعولٌ

(جب ہم میں سے ایک سردار مرجاتا ہے تو اُس کی جگہ دوسرا سردار کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ بھی بزرگوں کی سی باتیں کرنے لگتا ہے اور انھیں کے سے کام)

قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ سے پر بہاں اور اعتراض ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ جو کچھ تمہاری کتاب میں لکھا ہے اسپر تو عمل کرو فاتوا بالتوریۃ فاتلوھا ان کنتم صٰدقین ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ (توریت لے آؤ اگر تم سچے ہو تو اُسے پڑھکر دیکھو۔ اور جن پر انجیل اُتری ہے انکو چاہیئے کہ جو کچھ اللہ نے انجیل میں اتارا ہے اُسکے مطابق تو حکم دیں) یا اُن وقتوں کی باتیں رہنے دو۔ احکام عشرہ کے یہ احکام کہ کل کے لیئے ذخیرہ مت کرو۔ یا تمہارے داہنے گلے پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا اُسکے سامنے کردو ہم نہیں کہتے کہ خدا نے یہ ناممکن التعمیل احکام بھیجے تھے شاید اُس زمانہ میں ایسے متوکل ایسے بےنفس لوگ رہے ہونگے۔ مگر اب ہمارے وقتوں میں کوئی ایک یہودی کوئی ایک نصرانی یا کوئی ایک آدمی ان حکموں کی تعمیل کرتا یا کرسکتا ہے۔ تو خود اُنہی کا لا (قانون) اُن کو کنڈم کر رہا ہے (مجرم قرار دے رہا ہے) اب تم اپنی جگہ آپ احتساب کر لینا کہ مسلمان کسی ایسے الزام کے مورد ہیں یا نہیں۔ کیونکہ معاملہ خدا کے ساتھ ہے شعر

زور ت اریش ہیرو بابا + باخدا و ند غیب داں نہ رود

کوئی نہیں کہتا اور کسی کو کہنا چاہیئے بھی نہیں کہ مذہب سے قطع نظر کرو۔ مذہب قطع نظر کرنے کی چیز نہیں ہی آدمی کی اور خصوصاً ہم مسلمانوں کی دنیاوی اور دینی فلاح موقوف ہی مذہب پر۔ ہم اُس گروہ کے لوگ ہیں جنکو

مذہب نے کھڑا کیا۔ مذہب نے ہمکو ترقی دی۔ مذہب نے ہماری حالت درست کی مفلس تھے مذہب کی بدولت امیر ہوگئے۔ خاک مذلت پر پڑے تھے۔ مذہب کی بدولت اوج عزت پر متمکن ہوئے۔ محکوم تھے مذہب کی بدولت حاکم بنے۔ رعیت تھے مذہب کی بدولت بادشاہ بنے۔ شاہنشاہ بنے۔ غرض کچھ نہ تھے مذہب کی بدولت سب کچھ ہوگئے۔ کیا یہ کچھ کم افسوس کی بات ہی کہ اب وہی ہم ہیں اصل ابتدائی حالت سے بھی کمتر فروتر۔ حالت میں اتنا انقلاب ایسا ردّ و بدل۔ اس قدر اختلاف۔ یہ کیوں ؟ یہ وہی مذہب کا منحوس یعنی مذہبی غلط فہمی۔ مذہب کو بُری طرح سے عملمیں لانا۔ یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہی۔ ہر شخص اپنی جگہ اسکا فیصلہ کرلے۔ کہ ہم مسلمان ہندوستان میں انگریزوں کی عملداری میں اسلام کو دنیاوی عزت دنیاوی تمول کے ساتھ جمع کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں کر سکتے۔ تو کچھ بحث نہیں تکرار نہیں۔ لڑائی نہیں جھگڑا نہیں۔ چلو اپنا اپنا بوریا بدھنا باندھ باندھ کر ان ظالموں کی عملداری سے نکل بھاگیں۔ لیکن کتنے آدمی ہیں جو ایسا ارادہ کریں یا چلنے والوں کے ساتھ چل کھڑے ہوں۔ جس سے کہوگے وہی کانوں پر ہاتھ دھرےگا کہ نا بابا ہم ایسا امن۔ ایسی آسایش۔ ایسی آزادی کہاں پائیں گے۔ رہا مذہب وہ ہمارے دل کے ساتھ ہی جہاں ہم وہیں مذہب

شعر

میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہوں میں   میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہوں میں

یہاں ہمکو کاہے کی روک ٹوک ہی۔ نماز پڑھنی چاہیں روزہ رکھنا چاہیں۔ کوئی مانع نہیں۔ زکوۃ دینی چاہیں یعنی انجمن حمایت اسلام کی مدد کرنی چاہیں۔ کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں۔ حج کو جانا چاہیں کوئی مزاحم نہیں۔ ہاں روک ٹوک سمجھو تو صرف اتنی کہ دوسرے مذہب والوں کے حقوق میں دست انداز نہوں لیکن کچھ ایسے بھی نکلیں گے جن حق میں شیخ سعدی علیہ الرحمۃ سات سو برس پہلے کہہ مرے ہیں

شعر

ترک دنیا بمردم آموزند   خویشتن سیم و غلّہ اندوزند

اور شاعر عربی کہتا ہے

شعر

عجبت من شیخی ومن زھدہٖ   وذکرہ النار واھوالھا

یکرہ ان یشرب من فضۃ   ویسرق الفضۃ ان نالھا

مجھہ کو اپنے پیر صاحب اور انکی پرہیزگاری پر تعجب آتا ہی اور وہ جو دوزخ اور اسکی ہولناک باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں اس سے بھی تعجب آتا ہے چاندی کی باسن سے تو پانی پینا مکروہ سمجھتے ہیں اور اگر دسترس ہو تو چاندی چراکر ڈبا میں رکھ لیتے ہیں

حافظ شیراز فرماتے ہیں **شعر**

فقیہ مدرسہ دی مست بود و فتوےٰ داد کہ مے حرام ولے بہ زمال اوقاف ست

یہ ہیں جو مسلمانوں کو اُبھرنے نہیں دیتے۔ عام مسلمانوں میں اتنی لیاقت نہیں کہ انجام کار کو سوچیں بیچارے بہکانے پھسلانے میں آجاتے ہیں۔ اور یوں مسلمانوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ لیکن یہ رفتار بقدم رجلا و بو خرا خری (ایک پاؤں آگے رکھیں اور ایک پیچھے) اس بُعد مسافت پر نظر کرتے کچھ بھی نہیں جو ہمکو طے کرنی ہے۔ کب تک اس تذبذب میں رہوگے بات کو یکسو کر چلو۔ یا تو کچھ مت کرو کہ اوپر والوں کو صبر آجائے اور کرتے ہو تو جی کھول کر کرو۔ یا مُرغے لڑانے منظور ہیں اور اسی میں کچھ مزہ ملتا ہے تو ویسی کہو۔ میں تو اس مرتبہ تم سے دو ٹوک بات کرنے آیا ہوں۔ میری نسبت اگر مذہبی بدگمانی ہے اور میرے عقائد بُرے ہیں تو مجھ کو اُن کا وبال بھگتنے دو۔ مَیں تم میں کسی سے شفاعت کا خواستگار نہیں **شعر**

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است رفتن بہ پائے مردیئے ہمسایہ در بہشت

یہ میری کبھی خواہش نہیں ہوئی اور انشاء اللہ ہوگی بھی نہیں کہ لوگوں کو مذہبی عقائد میں اپنا ہمخیال بناؤں اور اہل الجماعۃ کا بھی لیڈر سمجھا جاؤں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ سے میرے اور لوگوں سے اُنکے افعال و معتقدات کا حساب لیا جائے گا ولا تزر وازرۃ وزر اخری (ایک کا بوجھ دوسرے پر نہیں ڈالا جائیگا) لیکن کہلواتے ہیں تو کہتا ہوں۔ پوچھتے ہیں تو بتاتا ہوں۔ سوال کرتے ہیں تو جواب دیتا ہوں کہ میرے نزدیک اسلام لازمۂ انسانیت ہے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون (اللہ کی بناوٹ جسکے مطابق لوگوں کو بنایا اللہ کی خلقت کو کون بدلے یہی ہے ٹھیک دین لیکن اکثر لوگوں کو معلوم نہیں) کھانے سے پینے سے۔ پہننے سے کسی وضع میں رہنے سے کسی زبان کے سیکھنے سے کسی علم کے پڑھنے سے آب ہوا سے۔ دنیاوی حکومتوں کے ردوبدل سے اس میں فرق نہیں آسکتا۔ اگر انسان ایک خدا کا قائل نہیں تو وہ اوج انسانیت سے ساقط ہو کر حضیض حیوانیت پر آگرا ہے۔ اور اگر ایک خدا کا قائل ہے۔ اور بندہ بشر ہے کوئی امر نا مشروع بھی اُس سے سرزد ہو جاتا ہے تو وہ ڈسپلن (قواعد) کو توڑتا ہے اور اسکی پاداش میں شاید اسکی دلیل بول جائے یا اُسکا رینک (درجہ) توڑ دیا جائے یا اُسکا ریٹن (مرتبہ) گھٹا دیا جائے یا اُسکا بھتہ موقوف یا اور کوئی سزا دیجائے مگر فوج سے اُسکا نام نہیں کٹے گا اُسکو گولی نہیں ماردیجائے گی اسکو پھانسی نہیں لگیگی۔ دیٹس آل (بس ہو چکا)

اسلام کی جنرلیٹی (عمومیت) کہ قیامت تک اب کوئی پیغمبر نہیں آئیگا ماکان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور ما ارسلنٰک الا کافۃ للناس (محمد تم میں سے کسی مرد کے
باپ نہیں ہیں بلکہ خدا کے رسول ہیں جن پر نبوت ختم ہوگئی اور ہمنے تمکو کل دنیا کے سارے لوگوں کی طرف پیغمبر
بنا کے بھیجا ہے) غرض کیا بلحاظ زمان اور کیا باعتبار مکان اسلام کی جنرلیٹی پڑھی پکار رہی ہے کہ اسکو کیا
ہونا چاہیئے اور لوگوں نے اسکو کیا بنا رکھا ہے۔ مگر وہ اپنی اصلیت پر آئے گا ضرور آئے گا۔ اور یہی ایجوکیشن
اسکو اسکی اصلیت پر لائے گی۔ لیکن یہ جنریشنز کے کام ہیں۔ ایجوکیشن اور مذہب یعنی مذہب متعارف میں کسر و
انکسار ہونیکو مدتیں چاہیئیں۔ اُسوقت تک پیشین گوئی کے جرم میں جس جس کی قسمت میں گالیاں کھانی لکھی
ہیں گالیاں کھالے اور جس جس کی تقدیر میں لعنتیں بدی ہیں لعنتیں سُن لے۔ پھر جو ہونا ہے وہ ہوگا ؎

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید

ایسا پریکٹیکیبل (ممکن التعمیل) ایسا سمپل (سلیس) ایسا ریزنیبل (معقول) مذہب جیسا کہ حقیقت میں اسلام
ہی۔ کوئی شخص جسکو خدا نے کامن سنس (معمولی عقل) دیا ہے اسکو ریجکٹ (نامنظور) نہیں کرسکتا۔ وہ صرف
تنکے کے اوجھل پہاڑ ہے۔ ذرا از برائے خدا اس نکتے کو تو سمجھو کہ فطرۃ انسانی اسیطرح سے واقع ہوئی ہے کہ جو پیدا ہوتا
ہی وہ مسلمان ہی پیدا ہوتا ہے اسکے یہی معنی ہیں کہ تمام بنی آدم اصل خلقت کی رو سے مسلمان ہیں۔ یہ وہی بات ہی
کہ کسی نے پوچھا ناک کدھر ہوتی ہے ایک نے سامنے سے ناک پر انگلی رکھ کر بتا دیا کہ یہ ناک ہے دوسرے
نے گدی کے پیچھے سے ہاتھ لیجا کر بتایا کہ یہ ناک ہے۔ ناک تو جہاں ہے وہیں ہے۔ صرف بتانے کے طریقے
مختلف ہیں قرآن سے تو اسکی سند سُن ہی چکے ہو وہی فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ اب لو
حدیث۔ ایک بار اُس رحمۃ اور شفقۃ کے جوش میں جو پیغمبروں کا خاصہ ہے ہمارے پیغمبر صاحب نے
اپنے خادم بلال رضؓ کو حکم دیا کہ اے بلال رضؓ جا مدینے کی گلی کوچے میں میری طرف سے پکار من قال لا الٰہ
الا اللہ دخل الجنۃ (جو ایک خدا کا قائل ہو وہ جنتی ہے) بلال رضؓ چلے۔ راہ میں ملے عمر رضؓ پوچھا بلال رضؓ کدھر
اُنھوں نے بیان کیا تو عمر رضؓ انکو آنحضرت صلعم کی خدمت میں لوٹا لائے اور عرض کیا اے جناب کہیں ایسا نہو
یہ حکم عام سُن کر لوگ نیک کاموں کے کرنے سے باز رہیں۔ وہ حکم ایک مصلحت سے اُسوقت مشتہر نہوا مگر لکھا
ہوا موجود ہے اور پڑھے لکھے اس سے واقف ہیں۔ اگر اسلام کو اسکے اصلی پیرایے میں پیش کیا گیا ہوتا تو لوگوں
نے ہاتھوں ہاتھ اسلام کو لیا ہوتا۔ مگر دنیا کی بدنصیبی سے وہ پیش کیا گیا غارتگری اور خونریزی کے

پیرایے میں پیش کیا گیا عذاب اور مصیبت کے پیرایے میں اور پیش کرنیوالے کون۔ دنیا کے بادشاہ۔ جاہ و ثروت کے فریفتہ ملک گیری کے حریص۔ پس لوگ اسلام کی ڈراؤنی صورت سے لگے بھاگنے۔ اور افسوس ہے کہ اب بھی مسلمانوں کی طرف سے استمالت اور تالیف قلوب کی مطلق کوشش نہیں کیجاتی۔ وہ پشت ہا پشت کے موروثی مسلمانوں کو اسلام سے نکال دینے کی فکر میں لگے ہیں مسلمانوں کو کافر کہہ بیٹھنا مرتد بنا دینا یہ تو اُن کی ایک معمولی بات ہے جن طبیبوں کے پاس مرجوعہ زیادہ ہوتا ہے وہ موسمی امراض کے کسی ایک نسخہ کی بہت سی نقلیں کرا رکھتے ہیں۔ نہ نبض دیکھیں نہ حال پوچھیں مریض آیا اور اُنھوں نے مسند کے تلے سے نسخہ نکال حوالے کیا۔ اُدھر ایک عطار لگا ہوا ہے وہ حکیم صاحب کے دستور سے واقف ہے اُس نے پہلے ہی سے پُڑیاں باندھ رکھی ہیں اتنا دیکھ لیا کہ نسخہ حکیم صاحب کا ہے۔ دواؤں کے نام اور اوزان پڑھے اُسکی بلا لونڈے سے کہا فلاں خانے میں جو پُڑا رکھا ہے اسکو لاکر دیدے۔ لایئے حضرت ساڑھے چار پیسے۔ قریب قریب یہی حال ہے ان مانے کے کفر کے فتووں کا۔ لیکن اے آریو۔ اے برھمو۔ اے ہندو بھائیو۔ اے عیسائیو۔ اے اسلام کے سوا کسی اور مذہب کے ماننے والو۔ اے مذہب کی تلاش رکھنے والو اِن لوگوں کی بات پر مت جاؤ۔ اگر تم آدمی ہو اور ضرور آدمی ہو اگر تم عقل بھی رکھتے ہو اور ضرور رکھتے ہو تو تم خدا کو مانتے ہوگے اور اُسکو ایک بھی جانتے ہوگے۔ اب تم سارے دنیا کو چھان مارو دیکھو تو اتنی ہی بات پر کوئی بھی تم پر ہاتھ دھرتا کوئی بھی تمکو نجات ابدی دلا دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ ہاں ایک شخص ہے محمدؐ عربی اسلام کا پیغمبر منکسر متواضع سیدھا سادہ۔ بے تصنّع۔ بے تکلف۔ بے طمع وہ اطمینان کرتا ہے کہ چلو میں تم کو بخشوا دیتا ہوں۔ بے شک لوگوں نے اس کی برائیاں تم سے کی ہوں گی اور اب بھی کرتے ہونگے لیکن اگر کوئی تم سے کہدے کہ کوّا تمہارے کان لیگیا۔ تو کیا سننے کے ساتھ کوّے کے پیچھے دوڑے دوڑے پھروگے کیوں نہیں پاس کے پاس ٹٹول لیتے کہ سر میں کان بھی ہیں یا نہیں۔ اس کی بات کو تو جانچو کہ کہتا کیسے پتے کی ہے۔ ابدی نجات اور ایسی سستی۔ اور اگر نجات کی قدر ہی نہیں اور دُبدے میں مرنا منظور ہے تو پڑو چولھے میں۔ ہم تو اپنا الاہنا اُتار چکے ۔

مذہب کا گُڈیوس لینے اچھا استعمال یہ ہے کہ ہم اپنے نفوس کی اصلاح کریں ہمکو آپ اپنا جج بننے کا کوئی استحقاق نہیں لا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقی۔ اپنے مُنہ آپ نیکوکار مت بنو خدا ہی کو خبر ہے کہ اُسکے نزدیک کون نیکوکار ٹھیرتا ہے) میں خیال کرتا ہوں کہ انسان کو اپنے نفس کی

اصلاح کا ایسا شغل ہے کہ اگر وہ اس ڈیوٹی کو اچھی طرح ادا کرے تو اُسکو دوسروں کے حالات کی تجسس کی فرصت ہی نہیں ملسکتی۔ میری باتوں سے ایسا ظاہر ہوتا ہوگا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اُسپر عمل کرتا ہوں لیکن اگر عمل کرتا ہوتا تو تم سب پر عمل مقناطیسی کر دیا ہوتا۔ اثر جو نہیں ہوتا اسی سے نہیں ہوتا کہ کہا سب کچھ جاتا ہے اور کیا کچھ بھی نہیں جاتا۔ **بیت**

ہر یکے ناصح برائے دیگراں ۔ ناصح خود یا فتم کم در جہاں

کہنے کو تو چھوٹے چھوٹے دو جملوں میں سارے اسلام کا خلاصہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (خدا ایک محمدؐ برحق) لیکن منہ سے ایک اور برحق کہنے کی سند نہیں۔ کردار سے۔ گفتار سے۔ رفتار سے ثابت کرو کہ تم نے خدا کو ایک اور محمدؐ کو برحق سمجھا۔ ایک توحید ہی کی ایسی ٹیڑھی کھیر ہے کہ امتیں کی امتیں اسی امتحان میں فیل ہوگئیں۔ باوجودیکہ عقلی شہادت موجود ہے اور جو عقل ہمکو بتاتی ہے کہ خدا ہے۔ وہی یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ ایک ہے۔ مگر آدمی کچھ ایسا ڈھل مُل یقین مخلوق ہے کہ وقت پر بہک ہی جاتا ہے اسلام سے پہلے خدا ہی کی اُتاری ہوئی شریعتیں تھیں۔ ان شریعتوں میں اوامر تھے۔ نواہی تھے آداب تھے مواعظ تھے۔ حکم تھے۔ سب ہی کچھ تھا۔ یہی باتیں تھوڑی رد و بدل سے اسلام میں بھی ہیں۔ پھر کیا ضرورت داعی ہوئی کہ ایک نیا مذہب جاری کیا جائے کہ وہ جورو کو خصم سے۔ باپ کو بیٹے سے۔ دوست کو دوست سے مالک کو جائداد سے۔ گھر سے۔ وطن سے۔ آدمی کو آدمی سے جدا کر دے۔ اور ایک جدید قانون ہو اور وہ فیصلہ کرے۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر (ایک گروہ جنت میں ایک گروہ دوزخ میں) ہاں وہ ضرورت تھی اُسی توحید کی خامی۔ اُسی توحید کا تزلزل۔ پس بڑی بات سب سے بڑی بات۔ مہتم بالشان بات جو اسلام میں ہے وہ توحید ہے۔ پاک۔ صاف۔ خالص۔ بے آمیزش ۔

جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اسکا اسقدر اہتمام تھا کہ ساری عمر اسی کی رخنہ بندیوں میں لگے رہے۔ اپنی تعظیم تک جائز نہیں رکھتے تھے کہ کہیں ایسا نہو لوگ مبالغہ کرنے لگیں۔ اور میرے ساتھ وہ معاملہ کریں جو یہود نے حضرت عزیر اور نصاریٰ نے حضرت عیسے علی نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا۔ بدر کی لڑائی فتح ہوئی تو انصار کی لڑکیاں بیت الرسالت میں آکر شادیانے گانے لگیں۔ آپ خاموش پڑے سنتے رہے۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے کہا ہم میں رسول ہیں جو غیب کی باتیں جانتے ہیں۔ جھٹ اُٹھ بیٹھے۔ اور فرمایا کہ نہیں نہیں وہی اپنا پہلا گیت گائی جاؤ۔ اپنی قبر کے بارے میں تو آپ نے

بار بار فرمایا کہ دیکھنا میرے بعد میری قبر کو نہ پوجنے لگنا۔ تصویر کے کھینچنے۔ تصویر کے رکھنے کے باب میں جیسے جیسے وعید ہیں وہ سب تدبیریں تھیں سد باب بُت پرستی کی۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے بڑھکر انسان اور کیا کر سکتا ہے کہ پانچوں وقت نماز میں ہر مسلمان کے مُنہ سے کہلوایا جاتا کہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ

اس نبی موحد علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات کی امت کو دیکھو۔ ہمکو دوسرے ملکوں کی تو خبر نہیں مگر غالب ہے کہ یہی حال ہوگا جو یہاں کا ہے کہ بزرگانِ دین کی تعظیم کو حد عبادت تک پہنچا دیا ہے۔ جب تک مُنہ سے نہیں معلوم نہیں ہوتا کس سے حاجت طلب کر رہے ہیں اور کس کی شفاعت چاہتے ہیں اور اگر خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم (بہتر لوگ میرے زمانہ کے۔ پھر جو انکے بعد پھر جو انکے بعد) کے سلسلے کی رعایت کیجائے اور رعایت ہونی چاہیئے کیونکہ وہ فرمودۂ رسول ہے تو ان بزرگوں کی نوبت بھی نہ آئے۔ لیکن مسلمانان درگور مسلمانی درکتاب۔ معدودے چند مسلمان ہیں جو توحید کا پاس کرتے ہیں سو انکو وہابی وہابی کہہ کر اس فکر میں لگے ہیں کہ انکو باغی سرکار ٹھہرا کر بن پڑے تو جلاوطن کرا دیجے۔ سورۂ مائدہ کا اخیر رکوع میرے اس مطلب کے بہت ہی مناسب حال ہے فرماتے ہیں۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (اور جب اللہ پوچھیگا کہ اے مریم کے بیٹے عیسےٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھکو اور میری ماں کو معبود قرار دو تو حضرت عیسےٰ بارگاہ رب العزت میں عرض کرینگے کہ اے خداوند تو عار شرک سے بری ہے۔ بھلا یہ کہیں مجھ سے ہو سکتا تھا کہ جو بات مجھکو سزاوار نہیں مُنہ سے نکالوں۔ اگر میں نے کہی ہوگی تو اے خدا ضرور تجھکو اُس کا علم ہوا ہوگا کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور مجھکو تیرے اسرار قدرت کی کچھ خبر نہیں میرے دل کی بات کیا تجھ کو غیب کی ساری باتیں معلوم ہیں۔ مجھ کو جو تو نے ارشاد فرمایا تھا وہی جوں کا توں میں نے اُن لوگوں کو کہہ سنایا تھا اسکے سوا ایک حرف نہیں کہ اللہ کی پرستش کرو جو

میرا اور تمھارا سب کا پروردگار ہے اور جب تک میں اُن کے ساتھ موجود رہا میں اُن کے حالات دیکھتا رہا جب تونے مجھ کو اپنے پاس بلا لیا تو تو اُن کا نگراں حال تھا۔ اور تو سبھی چیزوں کو دیکھتا رہتا ہے اگر تو اُن کو سزا دینی چاہے تو یہ تیرے بندے ہیں تیرے حکم سے باہر نہیں اور اگر معاف کردے تو تو اختیار رکھتا ہے اور مصلحت شناس ہے۔ اسپر اللہ جلشانہ فرمائے گا۔ آج کا دن وہ دن ہے کہ سچوں کو اُن کا سچ کام آئے گا اِن کے لیے باغ ہیں۔ جن کے تلے نہریں پڑی بہ رہی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو اُن میں رہیں گے اللہ اُنسے راضی اور وہ اللہ سے خوش یہ ہے بڑی کامیابی +)

انبیا کے بھی مدارج ہیں چنانچہ خود اللہ تعالی نے فرمایا ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ (یہ ہمارے رسول ہیں۔ ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر مدارج کے اعتبار سے بزرگی دی اور مریم کے بیٹے عیسٰے کو ہمنے معجزے دیئے اور روح القدس سے مدد دی۔) +

جب تک قرآن یا حدیث میں صراحت نہ ہو ہم کسی پیغمبر کے درجے کی تعیین نہیں کرسکتے اس آیت میں جو میں نے ابھی پڑھی عیسے علیہ السلام کا بالتخصیص نہ کور ہے اور ایک جگہ فرماتے ہیں شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى (تمہارے لیئے دین کی ایسی راہ نکالی جس کی وصیت نوح کو کی تھی اور اسی کی وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی اور اسی کی وصیت ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو کی تھی) اور ایک جگہ فرماتے ہیں ولقد ارسلنا نوحا و ابراھیم وجعلنا فی ذریتہما النبوۃ والکتٰب فمنہم مھتد و کثیر منہم فسقون ثم قفینا علٰی اٰثارھم برسلنا وقفینا بعیسے ابن مریم واٰتینٰہ الانجیل (اور ہمنے نوح اور ابراہیم کو رسول بناکر بھیجا اور انکی نسل میں نبوت اور کتاب کو رکھا تو اُن میں سے بعضے راہ یاب ہیں اور اکثر ان میں کے بدکار ہیں۔ پھر انہیں کے قدم بقدم ہم نے اپنے دوسرے رسولوں کو چلایا اور انہیں کے قدم بقدم عیسٰے کو چلایا اور ہمنے انکو انجیل بھی دی)۔ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰے بھی بڑے درجہ کے پیغمبر ہیں اور صاحب کتاب ہونے میں تو کچھ شک ہی نہیں۔ ایک بات اُن میں خاص ہے کہ دوسرے انبیا کو معجزے دیئے گئے تھے اور حضرت عیسٰے کو بھی دیئے گئے تھے مگر وہ خود بھی ایک معجزہ تھے۔ کیونکہ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بہرکیف وہ ایسے کچھ تھے کہ لاکھوں کروڑوں آدمیوں نے غلطی کی بیجا کیا۔ بُرا کیا۔ مگر اُن کو خدا مانا۔ اچھا خدا

مانا تو کیا کیا۔ وہ کیا جو خدا کے ساتھ کرتے ہیں۔ اُن سے دعائیں مانگیں۔ اُن سے حاجتیں طلب کیں اُن کو خدا کی طرح متصرف با اختیار سمجھا۔ اُن کی وہ تعظیم کی جو خدا کی کیجاتی ہے۔ اسیکا نام ہے شرک اور یہی وہ بلا ہے جس کی خدا کو چڑ ہے۔ وہ فرماتا ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ (شرک بڑی ہی ظلم کی بات ہے) اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ (اللہ کے ہاں سے اُس کی تو مغفرت نہیں جو شرک کرتا ہے لیکن شرک سے کم جو گناہ ہوں وہ جس کو چاہے معاف کردے) اور واقع میں شرک تو کھلی کھلی بغاوت ہے۔ جب ایک شخص خدا کو خدا ہی نہیں مانتا۔ پھر اُس سے امید مغفرت کیسی۔ جو تیرا خدا ہو اُسکے پاس جا اور اُسی سے مغفرت مانگ۔ خیر تو لوگوں نے حضرت عیسےٰ کو اور اُن کی والدہ کو شریک خدائی گردانا۔ آدمی سے سب حمق ہو سکتے ہیں۔ مگر نہیں ہو سکتا تو یہ وہ اپنے تئیں خدا سمجھے اور فرعون کا انا ربکم الاعلیٰ سنا ہو تو وہ اُسکی بیہودہ شیخی تھی۔ اور خوشحالی اور حکومت کے غرہ میں آکر حضرت موسیٰ کی ضد سے اُس نے نالائق بات مُنہ سے بک دی۔ عجز و بےکسی کا وقت آیا۔ تو اُس کی ساری قلعی کھُل گئی۔ حتی اذا ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الٰہ الا الذی اٰمنت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین (جب لگا ڈوبنے تو بول اُٹھا کہ میں ایمان لایا اس بات پر کہ جس خدا پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اسکے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مان نکلا) اور فرعون پر کیا موقوف ہی تمام آدمیوں کا یہی حال ہی کہ مصیبت کے وقت اُن کو خدا یاد آتا ہے اور خوشحالی میں خدا کی کچھ پروا نہیں کرتے چنانچہ انسان کی اس عادت کو خدا تعالیٰ نے اس طرح پر بیان فرمایا ہی حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بہم بریح طیبۃ وفرحوا بہا جاءتہا ریح عاصف وجاءہم الموج من کل مکان وظنوا انہم احیط بہم دعوا اللہ مُخْلِصِیْنَ لہ الدین لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشکرین فلما انجاھم اذا ھم یبغون فی الارض بغیر الحق یایہا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیٰوۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فننبئکم بما کنتم تعملون ۝ (یہاں تک کہ جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور ہوا موافق اُسکو لے چلتی ہے اور مرضی کے موافق ہوا پاکر خوش ہوتے ہیں تو ہوا کا جھونکا ناؤ کو آلگتا ہے اور ہر طرف سے موجیں آنے لگتی ہیں اور لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ اب تو ہم گھر گئے تو بڑے خلوص کے ساتھ خدا کو پکارنے لگتے ہیں کہ اگر ہم کو اس بلا سے نجات دے تو ہم تیرے شکرگزار بندے ہو کر رہیں گے۔ جب اُنکو خدا نجات دیتا ہے تو ناحق خشکی میں جاکر بغاوت کرنے لگتے ہیں۔ لوگو یہ بغاوت تمہارے ہی حق میں مضر ہے دنیا کے جیتے جی کے فائدے

ہیں۔ پھر تمکو ہماریطرف لوٹ کر آنا ہے اُسوقت ہم تمکو بتا دینگے۔ کہ تمنے کیسے عمل کیئے) مُنہ بھر بھر کر فرعون پر
لعنت کرنے کو تو سب ہی ہو جاتے ہیں اور مجھے ایک دن خیال آیا کہ فرعون کی طرح اَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ
الْاَنْهَارُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ (کیا میں ملک مصر کا مالک نہیں ہوں اور یہ نہریں میرے محلوں کے تلے پڑی
بہ رہی ہیں) ہو اور پھر آدمی اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى نہ کہے تو جانیں۔ وہ شیخی جو مادہ فرعونیت ہے ہمارے ہاں کے
ناموں اور خطابوں میں پڑی جھلک رہی ہے۔ تو غرض یہ ہے کہ حضرت عیسٰےؑ کی شان سے نہایت بعید تھا
کہ دعوے خدائی کریں اور اپنی پرستش کرانا چاہیں ماکان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتٰب والحکم والنبوۃ
ثم یقول للناس کونوا عبادًا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتٰب
وبما کنتم تدرسون ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکۃ والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد
اذ انتم مسلمون (یہ کسی بشر کا کام نہیں کہ خدا اُسکو کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائے اور پھر وہ لوگوں
سے لگے کہنے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بنو بلکہ وہ تو یہ کہیگا کہ خداپرست بنو کیونکہ تم کتاب اللہ پڑھتے
پڑھاتے رہے ہو اور تمکو ایسا حکم نہیں دے گا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا بناؤ۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ
تم تو اسلام لے آئے اور وہ تمکو کفر کا حکم دے) لیکن حضرت عیسٰے کے معتقدین نے ان کی پرستش کی
اور ان کو اور انکی والدہ کو خدائی کے درجہ میں لیا۔ لیکن یہ ایسا ان کو سپری ہنسپل (خلاف قیاس) خیال ہے
کہ واقع میں سخت تعجب ہوتا ہے۔ لوگوں نے کیوں اسکو ایک لمحہ کے لیئے بھی دلمیں آنے دیا۔ مگر پھر کچھ بھی
تعجب نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت عیسٰے تو پھر بھی بڑے رتبے کے پیغمبر تھے۔ بے باپ کے پیدا ہوئے تھے
معجزے کی طاقت سے مردوں کو جلاتے۔ اندھوں کو بینا۔ کوڑھیوں کو چنگا کرتے تھے ان کی نسبت ایسا
شُبہ کر لیا گیا ہو کہ یہی خدا ہیں یا یہ بھی خدا ہیں تو انسان کے ضعف سے کچھ بھی بعید نہیں۔ لیکن ہم مسلمانوں
کا کیا حال ہے کہ ہم میں کا ایک جم غفیر قریب قریب اسیطرح کی مدارات ہر ایک شخص کے ساتھ کرتا ہے۔ جسکو وہ
بزرگ سمجھ لے تو ہم کس مُنہ سے اعتراض کر سکتے ہیں یہود پر نصارٰے پر مشرکین پر *

باقی رہی تاویل کہ ہم ان کی تعظیم کرتے ہیں نہ پرستش ہم اُن سے شفاعت چاہتے ہیں نہ حاجت
سو یہ تاویل تو نئی نہیں بلکہ مشرکین سے لی گئی ہے اور خدا کی جناب سے نامنظور ہو چکی ہے وہ بھی یہ کہتے
تھے هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یہ ہیں ہمارے سفارشی اللہ کی سرکار میں) مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا
اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ہم تو ان کی پرستش اسی لیئے کرتے ہیں کہ اللہ کی سرکار میں ہماری رسائی کی تقریب کر دیں) کیا انصاف

ہے کہ وہ خدا کی نظر میں ایسی ہی شفاعت اور ایسی ہی تقریب کے ہوتے مشرک ٹھہریں اور ہم موحد کے موحد توحید نہ ہوئی بی بی تمیز کا وضو ہوا کہ وہ کسیطرح ٹوٹتا ہی نہیں۔ پس ہمنے بنی اسرائیل کیطرح خدا کے ساتھ ایک دعائی خصوصیت پیدا کر رکھی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے نحن ابناء اللہ واحباؤہ (ہم اللہ کے فرزند ہیں اور اُسکے دوست) لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ (سوائے چند روز کے ہمکو آتش دوزخ چھوئیگی بھی تو نہیں) اُنسے پوچھا جاتا ہے اتخذتم عند اللہ عہدا فلن یخلف اللہ عہدہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلمون (کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے کہ خدا اپنے عہد کے خلاف نہیں کر سکتا یا بے جانے بوجھے خدا پر بہتان بندی کرتے ہو) اگر ہمسے پوچھا جائے تو کیا جواب؟ +

لو تو اصل مطلب کی طرف دو باتیں متیقن تھیں ایک یہ کہ حضرت عیسٰے نے اپنی اور اپنی والدہ کی پرستش نہیں کرانی چاہی دوسری یہ کہ خدا کو بھی علم تھا کہ انھوں نے نہیں کرانی چاہی۔ با اینہمہ چونکہ خدا کو شرک سے حد درجہ کی ناراضی ہے۔ خدا نے نہ تو حضرت عیسٰے کے تقرب کا پاس کیا اور نہ اُنکی برات پر نظر فرمائی۔ اور ہمارے محاورے کے مطابق اُنسے نہ صرف کیفیت دریافت کی بلکہ جواب طلب کیا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (کیا تو نے لوگوں سے کہا کہ مجھکو اور میری ماں کو خدا سمجھو) حضرت عیسٰے کو اپنی برات معلوم تھی اور یہ بھی جانتے تھے کہ خدا کو بھی میری برات معلوم ہے۔ چاہیئے تھا کہ بیکڑی اور بے باکی سے جوابدہی کرتے مگر وہی شعر

به تهدید گر برکشد تیغ حکم ✤ بمانند کروبیاں صُمٌّ وبُکم

سوال سنکر تھرا اُٹھے اور جوابدہی کا وہ پیرایہ اختیار کیا کہ اقراری مجرم بھی نہیں کرتا **بیت**

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ   تو در طریق ادب کوش وگو گناہ من ست

چھوٹتے ہی تو یہ عرض کیا سُبْحٰنَکَ اے پروردگار تیری شان اس سے کہ کوئی تیرا شریک خدائی ہو اَرفع واعلےٰ ہے۔ اے عیسٰے تمپر خدا کی رحمت اپنی صفائی ظاہر کرتے ہیں مگر کس خوبی سے تعلیم شرک کا الزام تھا پہلے ہی شرک کی جڑ کاٹ دی۔ اسکے بعد عرض کیا مَا یَکُوْنُ لِیْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ (بھلا میں اور ایسی بات کہتا جو مجھکو کہنی سزاوار نہ تھی) ایسے تیر لطف سے رسول بنکر گیا تھا اگر خدائی کا دعوے کرتا تو اپنے تئیں آپ ہی جھٹلاتا۔ اور مجھکو وہ خدائی بھبتی ہی کب تھی۔ دوسرے لوگوں میں اور مجھمیں رسالت کے سوا امتیاز ہی کیا تھا کہ میں خدا بننا چاہتا۔ ساری حاجتیں اور ضرورتیں جو دوسروں کو پیش آتی ہیں مجھکو بھی پیش آتی تھیں۔ بے اختیاری اور درماندگی جیسی دوسروں میں ویسی مجھمیں۔ حضرت عیسٰے چاہتے تو صرف سبحٰنک کہکر چپ کر جاتے۔ یا خیر

ما یکون لی ان اقول مالیس لی بحق پر بس کرتے کیونکہ اتنا کہنے سے وہ اپنی صفائی کر چکے تھے۔ مگر انبیا
تو تقرب کے بھوکے ہوتے ہیں اِن کو خدا سے بات کرنے کا موقع ملے تو ایک منٹ کی جگہ ایک گھنٹہ لگا دیں؛

جسوقت حضرت موسیٰؑ کو خلعت پیغمبری عطا ہو رہا تھا تو خدا تعالی نے پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ
یاموسی (موسےٰ تیرے ہاتہ میں کیا ہے؟ عرض کیا ھِیَ عَصَایَ۔ ھی کا لفظ بھی زیادہ ہی تھا مگر عصا
سے ھی عصای کہنے میں کچھ دیر لگتی ہی ہے۔ پھر موسیٰ تو ھی عصای پر بھی کب بس کرنے والے تھے۔ عرض کرتے
ہیں اور کرتے ہی چلے جاتے ہیں اتوکأ علیھا و اھش بھا علی غنمی و لی فیھا مارب اُخری (میں اسپر
ٹیک لگاتا ہوں اور درختوں کے پتے جھاڑ کر بکریوں کو کھلاتا ہوں۔ اور اس سے میرے اور بھی مطلب نکلتے ہیں

یہی حال حضرت عیسےٰ کا ہوا۔ بلکہ انکو تو اپنی صفائی بھی کرنی تھی۔ جہاں تک زبان نے یاری دی
کہتے ہی چلے گئے۔ کہ میں نے ایسی نالایق بات مُنہ سے نکالی ہوگی تو تجھ کو ضرور خبر ہوئی ہوگی۔ کیونکہ تو
تو میرے دل تک کا حال جانتا ہے۔ اور میں تیرے دل کی بات کیا جانوں۔ کہ تو مجھسے تبلیغ رسالت کے سوا
اور کیا چاہتا تھا۔ اور تجھ سے تو غیب کی بھی کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ ابھی حضرت عیسےٰ کیا چپ کر سکتے ہیں
اُن کو اپنی برارت کا جوش آ رہا ہے اور کہے چلے جاتے ہیں کہ مجھکو تو جو حکم ملا تھا میں نے بے کم و کاست
وہی کا وہی اُنکو سنا دیا تھا کہ اللہ کی پرستش کرو جو میرا تمہارا سبکا پروردگار ہے۔ اور جب تک اُنکا میرا
ساتہ رہا۔ اُن کی خبر رکھتا رہا کہ کہیں توحید سے بھٹک نہ جاتیں۔ پھر جب تو نے مجھکو اپنے پاس بلا لیا تو اے
خدا تو آپ اُن کا نگراں حال تھا۔ تجھکو خبر ہوگی کہ اُنھوں نے میرے بعد کیا کیا۔ ہائے ہائے نبوت کی شان نہیں
جاتی۔ اُمت کی وجہ سے مفت جواب ہی میں پکڑے گئے۔ اپنا قصور نہیں۔ لگاؤ نہیں مگر امت کے حال پر جو
شفقت تھی اسمیں کمی نہیں آتی۔ وہ لوگ خدا کے ساتہ شرک کریں انکو جواب ہی میں کھچواتیں اور یہ ان کی سفارش
کریں کہ اے خدا اگر تو انکو سزا دینی چاہے تو تیرے بندے ہیں تیرے حکم سے باہر نہیں۔ جو چاہے سو کر
اور اگر تو انسے درگزر فرمائے تو کوئی تیرا ہاتہ پکڑنے والا نہیں کہ تو کیوں انکو معاف کیے دیتا ہے۔

اسیطرح میں ایکدن سورہ یوسف پڑھ رہا تھا جب اُس مقام پر پہنچا جہاں حضرت یوسفؑ قید
ہو چکے ہیں اور اُن کے ساتہ کے دو قیدیوں نے خواب دیکھے ہیں اور اُنسے تعبیر پوچھی ہے تو آپنے فرمایا
لا یاتیکما طعام ترزقانه الا نبأتکما بتاویله قبل ان یاتیکما ذلکما مما علمنی ربی انی ترکت
مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللهِ وهم بالاخرة هم کفرون واتبعت ملة اٰبائی ابراهیم واسحق ویعقوب

ماکان لنا ان نشرك بالله من شئ ذلك من فضل الله علينا وعلى الناس ولكن اكثر الناس لا يشكرون
یاصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماءً
سمیتموها انتم وابائکم ما انزل الله بها من سلطان ان الحکم الا لله امر ان لا تعبدوا الا
ایاه ذلك الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون یاصاحبی السجن اما احدکما (حضرت یوسف بگناہ
قید ہو گئے تھے اول تو قید ہی بے حرمتی کی چیز ہے اور پھر ایک جھوٹی تہمت پر۔ ضرور مستعجل ہونگے کہ کب وہ وقت
آئے کہ میں عذاب سے چھوٹوں۔ بارے خدا کا کرنا۔ اذا اراد الله شیئاً هیأ اسبابه (جب اللہ کسی چیز کا ارادہ
کرتا ہے تو اسکے اسباب مہیا کر دیتا ہے) کیوں بادشاہی رکابدار اور ٹیلر (ساقی) یوسفؑ کے ساتھ قید میں
جائیں اور کیوں انکو خواب دکھائی دیں۔ اور کیوں یوسف سے تعبیر پوچھنے کی ضرورت واقع ہو اور یوں یہ
واقعہ قید خانہ سے یوسف کے خلاص پانیکا سبب ہو جائے۔ انھوں نے خواب بیان کیے تو یوسف نے
کہا گھبراؤ نہیں کھانے کے وقت سے پہلے پہلے میں تمکو تعبیر بتادونگا۔ خدا نے مجھکو اسکا سلیقہ دیا ہے کیونکہ
میں اُن لوگوں میں نہیں ہوں جو خدا کو نہیں مانتے۔ اور آخرت کے منکر ہیں میں اپنے آبائی دین یعنی ابراہیم
اور اسحٰق اور یعقوبؑ کے دین پر ہوں۔ ہم لوگ کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں سمجھتے۔ اور یہ اللہ کا احسان ہے
ہم پر اور لوگوں پر ولیکن اکثر لوگوں کا دستور ہے کہ احسان نہیں مانتے۔ اے یاران مجلس بھلا سمجھو تو سہی کہ کئی
خدا کا ہونا بہتر یا ایک زبردست خدا کا جو سب پر حکمرانی کرے۔ خدا کے سوائے تم جنکو پوجتے ہو بس اُن کا نام ہی
نام ہے۔ خدا کے پاس سے تو اُس کی کوئی سند آئی نہیں اور خدا کے سوائے دوسرے کو حکم دینے کا اختیار نہیں
اُسنے تو یہی فرمایا ہے کہ میری ہی پرستش کرو۔ سچا دین یہی ہے مگر بہتیروں کو معلوم نہیں۔ اے یاران مجلس
تم میں کا ایک) آگے چلکر خوابوں کی تعبیر کا بیان ہے۔ تو مجھ کو یہ خیال آیا کہ حضرت یوسف سے پوچھی تو گئی خواب
کی تعبیر وہ دوسرا دُکھڑا لے بیٹھے۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ دُکھڑا رسالت کا دُکھڑا تھا جو ہمہ وقت حضرت
یوسف علیہ السلام کے نصب العین تھا۔ ان کی تمام دنیاوی ضرورتوں پر مقدم لن اجد من دونه ملتحدا الا بلاغاً
من الله ورسالاته (مجھے اسکے سوا کہیں پناہ ہی نہیں کہ خدا کا پیغام پہنچا دوں اور حق رسالت ادا کردوں) میں
لائن سے اِدھر اُدھر ہو جاتا ہوں اور اس کی وجہ ہے میری کم مشقی۔ بے مہارتی۔

جب حضرت عیسےٰ اپنا اظہار دے چکے تو اللہ جلشانہ احکم الحاکمین نے یہ حکم اخیر صادر فرمایا کہ آج وہ دن
ہے جو سچ بولتا ہے سچ اُسکے کام آئے اور وہ سچ سے فائدہ اُٹھائے۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کی

تصدیق کی کہ تم ٹھیک کہتے ہو۔ تمہاری امت آپ بہکی۔ تمنے کسی کو نہیں بہکایا۔ تم ہمارے بندے تھے اور بندگی کی شان سے رہے۔ اور اب بھی ہمارے مقبول بندہ ہو۔ یہ باغ جن میں نہریں دوڑ رہی ہیں تم ہی جیسوں کے لیئے ہیں یہ نہیں کہ دیکھا بھالا اور رخصت۔ بلکہ تم ہی ان باغوں کے مالک ہو اطمینان کے ساتھ ان میں رہو سہو ع

چشم ماروشن و دل ماشاد

اس رکوع کے پڑھنے سے ذہن میں یہ بات کھٹکتی ہے کہ جب حضرت عیسےٰ سے باز پرس کی گئی تو ایسا نہو کہیں ان بزرگوں سے بھی خدا پوچھ بیٹھے کہ کیا تمنے لوگوں سے کہا تھا کہ ہماری قبریں شاندار بناؤ۔ اُنپر قیمتی غلاف اُڑھاؤ۔ پنکھے چڑھاؤ۔ روشنی کرو۔ میلے جماؤ۔ ڈھولک بجواؤ۔ ناچ کراؤ اور ہماری ایسی تعظیم کرو کہ اسمیں اور عبادت میں تمیز کرنی مشکل ہو۔ شفاعت کے بتے ہمارے آگے گڑگڑاؤ۔ اور حاجت کے لیئے خدا کے آگے نہیں۔ یہ بزرگ تو حضرت عیسےٰ کی طرح عذر و معذرت کر کے چھوٹ ہی جائیں گے مگر دیکھیئے امت پر کیا بنتی ہے ؞

یہ ہے وہ اسلام جسکو لوگ منوانا اور یورپ اور امریکہ میں لیجانا چاہتے ہیں۔ بھلا کوئی شخص جسکے سر میں داغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں سلامت ہے ایسے اسلام کو مان سکتا یا ایسے اسلام میں رہ سکتا ہے اور پھر اس زمانے میں۔ وہی تمہارے قادیانی صاحب کی شکل ہوئی۔ مجھکو تو اُن بزرگ کی خدمت میں نیاز نہیں۔ مگر میں نے اُنکا دہلی تشریف لانا سُنا اور یہ بھی سنا۔ خدا جانے غلط یا صحیح کہ اپنے تئیں مسیح موعود کہتے ہیں۔ میں نے تو سُن کر یہ کہا تھا کہ آج کو سچ مچ کے مسیح اُتر آئیں تو یہ ایسا ٹیڑھا اور بُرا وقت ہے کہ اُنکو بھی اپنا منوانا مشکل ہو۔ ان بیچاروں کو کون پوچھے گا۔ آخر وہی ہوا۔ کہ اب تو اُنکا غل دبا سا گیا۔ لیکن میں مسلمانوں کو آگاہ کیئے دیتا ہوں کہ نیچریت کا غلغل آسانی سے دبنے والا نہیں اسواسطے کہ یہ شورش کسی ایک شخص خاص کی پیدا کی ہوئی نہیں۔ اے کاش یہ شورش سید احمد خاں کی ذات خاص سے پیدا ہوئی ہوتی کہ ایکدن اُنہی کے ساتھ مٹی میں دب جاتی ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ نہیں نہیں۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے زمانہ کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے انگریزی عملداری کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے انگلش ایجوکیشن کی۔ یہ شورش پیدا کی ہوئی ہے لوگوں کے مخمصۂ اضطرار کی۔ سید احمد خاں کو اگر اس سے تعلق ہے تو اسیقدر کہ اُن کو خدا نے گِدھ کی سی آنکھ دی کہ جو بلا آنے والی تھی اور آگئی اُنہوں نے اُسکو پہلے سے دیکھ لیا۔ پہلے سے ہوتے تو دیکھکر چپ کر رہے ہوتے ع خدا جو بیٹھے بٹھائے اُسے خراب کرے ہ لگے غل مچانے۔ یہ شورش تو تب دبے کہ خدا انگریزی عملداری کو غارت کرے اور وہی اگلے وقتوں کی سی گھس گھس پھر ہونے لگے۔ نہ ریل ہو۔ نہ تار ہو۔ نہ ڈاک ہو۔ نہ منی آرڈر ہو۔ نہ ویلیو پی ایبل

پارسل ہو۔ نہ ولیولسلائی ہو۔ نہ چاقو ہو۔ نہ سوئی ہو۔ نہ انگریزی کپڑے ہوں۔ نہ امن ہو۔ نہ آسایش ہو۔ نہ آزادی ہو۔ نہ حقوق کی حفاظت ہو۔ نہ فریاد کی شنوائی ہو۔ نہ بندوبست ہو۔ نہ انتظام ہو۔ اگر یہ منظور ہی تو میں قرآن کے لفظوں میں کہتا ہوں تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ (آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم بھی اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم بھی گھر کی بی بیوں کو بلائیں اور تم بھی گھر کی بی بیوں کو بلاؤ۔ اور ہم بھی ہوں اور تم بھی ہو پھر خدا کے آگے گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر لعنت کریں) نصاری نجران میں سے چند لوگ آنحضرت صلعم کی خدمت میں مباحثہ مذہبی کے لیئے آئے اور جناب رسول خدا صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ نہ دل سے اپنے عقائد کے قائل نہیں ہیں اسپر آپنے ان سے مباہلہ یعنے قسما قسمی کو کہا۔ اور آنحضرت ؐ نے اپنے ساتھ حضرت علیؓ جناب بتولؑ اور دونوں صاحبزادوں حضرت حسنؓ و حسینؓ کو لیا اور فرمایا اللھم ھؤلاء اھل بیتی (اے پروردگار یہ ہیں میرے گھر والے) لیکن نصاریٰ نکل بھاگے اور قسم کھانے پر رضامند نہوئے ॥

قرآن میں تو ہے علی الکاذبین ہمکو کہنا چاہیئے علی اھل یو دیا یا علی الانکلین تو میں بھی تمہارے ساتھ قسما قسمی کرنے پر رضی ہوں۔ کوئی ایک تو تم میں سے آمین کہو۔ مگر یہ سمجھے رہنا کہ دن رات میں کوئی نہ کوئی گھڑی قبولیت کی بھی ہوتی ہی ایسا نہو کہ آمین کہنے کے ساتھ لاہور میں سکھ آکر اپنا عمل دخل کرلیں۔ اور حمایت اسلام کے ممبر جو ہوں کے بلوں میں گھستے پھریں۔ غرض یہ نیچریت کی شورش تو تب دبے کہ انگریزی عملداری اُٹھ جائے۔ یا تب دبے کہ مسلمانوں کو کچھ کرنا نہ پڑے اور انکی دنیاوی حالت آپ سے آپ درست ہوجائے۔ مگر یہ تو شیخ چلی کے سے منصوبے ہیں نہ انگریزی عملداری کے اُٹھنے کی کوئی صورت ہی اور نہ اُٹھے گی۔ اور مسلمانوں کو اپنی دنیاوی حالت کے مزاج کو صلاح پر لانے کے لیئے آج کے آج اور کل کے کل چاروناچار انگریزی تعلیم کا مسہل لینا پڑے گا۔ علیگڈہ کالج کا مسہل لیں تو اور حمایت اسلام کا مسہل لیں تو۔ وہ جلیپ یا کسٹرائیل کا جلاب ہی۔ اور یہ تمہارا دیسی املتاس۔ اب جسکو جو چے بہتر ہے کہ یہ املتاس کا جلاب تیار ہے۔ آنکھیں میچکر پی بھی جاؤ۔ شاباش۔ شاباش۔ وہ پی لیا۔ وہ پی لیا۔ اب ذرا طبیعت کو میری باتوں میں مشغول کرو کہ جلاب اچھی طرح اُتر جائے لیکن جن کی دوکان سے جلاب بندھ کر آیا ہے یعنی انجمن حمایت اسلام کے سکریٹری منشی شمس الدین صاحب سر دست جلاب کے دام بھی بلنگ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسمیں لکچروں کی اصلی شیرخشت اور نظموں کی ترنجبین قیمتی دوائیں ہیں تو بھائی مانگیں سو دو۔ بلا سے روپیہ تو ہاتھ کا میل ہی تم اچھے ہوجاؤ گے تو بہتیرا کما لوگے ॥

تمت

علاوہ اسکے ہر قسم کی کتابیں اردو فارسی عربی دکان محمد نذیر حسین تاجر کتب دہلی بازار دریبہ کلاں سے ملسکتی ہیں اور ہندوستان کے مشہور مصنف مولوی حافظ محمد نذیر احمد خاں صاحب

کی کتابیں ہماری دکان سے ملتی ہیں

نام کتاب	قیمت
سیرۃ الفاروق یعنی سوانح عمری حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے وقت سے اخیر زمانہ خلافت کا ذکر ہے قیمت فی جلد	عہ
شرف المناقب یعنی سوانح عمری بوعلی شاہ قلندر پانی پتی	۳ر
روضۃ الاقطاب اردو یعنی سوانح عمری حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۶ر
آئینہ سکندری یعنی سوانح عمری سکندر اعظم شاہ مقدونیہ	۸ر
سوانح عمری عمرو عیار عمدہ کتاب ہے	عصہ ۸ر
سوانح عمری ملا دو پیازہ	۲ر
حیات نورجہاں یعنی سوانح عمری نورجہاں بیگم	۲ر
تذکرہ تیمور یعنی سوانح عمری امیر تیمور شاہ صاحبقران	عصہ
تذکرۃ الحسنین یعنی سوانح عمری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۴ر
سوانح عمری شیخ ابوالفضل علامی	۲ر
سوانح عمری راجہ بیربل	۱ر
تذکرہ بابر یعنی سوانح عمری بابر شاہ	۳ر

نام کتاب	قیمت
تذکرہ غوثیہ یعنی سوانح عمری و ملفوظات مولانا غوث علی صاحب	عہ
تواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی مصنفہ حضرت سید احمد صاحب شہید	عہ
معین الارواح یعنی سوانح عمری خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ	۴ر
کتب ناول وغیرہ	
ملک العزیز ورجنا دیدہ ناول ہے جسمیں شان و شوکت اسلام اور دینی جوش اسلام کے بے نظیر نمونے نظر آتے ہیں۔	عصہ
منصور و موہنا یہ ناول ہے جسمیں سلطان محمود غزنوی کے جوش اسلامی اور ہندو راجہ اجمیر کی بہادری کی سچی تصویریں نظر آتی ہیں۔	عصہ
بزم خیال حصہ اول قابل دید ہے	۱۲ر
دلکش حصہ اول عمدہ ناول ہے	۶ر
ایضاً حصہ دوم	۸ر
دلربا یہ بہت عمدہ ناول ہے	۶ر
ناول جہانگیری یہ بھی قابل دید ہے	عصہ

نام کتاب	قیمت
دلفریب ایک اعلے درجہ کا ناول ہے	۶ر
مرقع لیلی مجنوں یعنی لیلی مجنوں کی نظم میں بطور ڈراما کے	۸ر
حسن بے پردہ یعنی فرنگیوں کا کچا چٹھا۔	۳ر
حسن انجلینا بہت ہی عمدہ ناول ہے	عصہ
درگیش نندنی عمدہ ناول ہے	عصہ
شہید وفا۔ یہ بے نظیر ناول ہے	عصہ
ناول مسعود یہ بھی قابل دید ہے	۳ر
پیر نابالغ یہ عمدہ ناول ہے	۶ر
قصہ مہتاب بیگم۔ عمدہ قصہ ہے	عصہ
ناصح۔ اسمیں اچھی اچھی نصیحتیں اور عمدہ عمدہ مفید باتیں بچوں کے لئے درج ہیں۔	۲ر
مثنوی صبح عید	۳ر
لکچر اسلام	۱ر
لکچر مسلمانوں کی نماز پر	۲ر
نماز اور اسکی حقیقت جسمیں نماز کی خوبیاں اور افضل عبادت ہونا عمدہ پیرایہ میں ثابت کیا ہے۔	۴ر
باقیات الصالحات	۱ر

نام کتاب	قیمت
الجزیہ۔ لفظ جزیہ کی تخصیص کہ کس زبان کا لفظ ہے اور جزیہ لینا کس نے ایجاد کیا ہے	۲ر
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار	۱۲ر
رسالہ جہادیہ	۲ر
احوال مشائخ	۱ر
حکایت الصالحین	۳ر
اعجاز غوثیہ	۲ر
کمالات عزیزی	۱ر
مونس الذاکرین فارسی	عصہ
مصباح المجالس	عصہ
فضیلت کتا گویا معلم الطلبہ ہے	۱۲ر
شگوفہ سہیلی	۲ر
مثنوی نگہت گل۔ یہ مثنوی جدید الطبع ہے	۲ر
سیر الاولیا مصنفہ حضرت امیر خسرو خلیفہ حضرت نظام الدین زری زربفت دہلوی	عہ
افضل الفوائد ملفوظات حضرت نظام الدین اولیا مرشد حضرت امیر خسرو	۸ر
رسائل البرکات فی الصلوۃ اور اورادات علی سید الکائنات	۶ر

تصنیفات فاضل اجل جناب مولانا مولوی محمد نذیر احمد خاں صاحب کی ترمیم شدہ مع حواشی جدید

کاغذ کی عمدگی چھاپہ کی صفائی نے خریداروں کے دلوں کو از سر نو شوق دلایا ہے جنکے نام مع قیمت درج ذیل ہیں محصول ذمہ خریدار ہے

نام کتاب	قیمت
مراۃ العروس کاغذ ولایتی صفحہ ۲۴۰ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی (مضمون) مستورات کی خانہ داری کے بیان میں	۸ر
بنات النعش ترمیم شدہ کاغذ ولایتی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی (مضمون)	۷ر
ایضاً کاغذ دیسی فی جلد	۴ر
توبۃ النصوح مطبوعہ مطبع انصاری دہلی (مضمون) تعلیم خدا پرستی میں فی جلد	۷ر
محصنات یعنی فسانہ مبتلا کاغذ ولایتی صفحہ ۲۱۴ مطبوعہ مطبع انصاری (مضمون) تعدد ازدواج کے نقصان میں	۱۰ر
ابن الوقت مطبوعہ مطبع انصاری دہلی (مضمون) انگریزی وضع اولا دیسی کے نقصان میں فی جلد	۱۲ر
موعظہ حسنہ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی (مضمون) تعلیم مفید نصیحت فرجام نامہ و پیام فی جلد	۱۰ر
منتخب الحکایات مطبوعہ افتخار دہلی (مضمون) حکایات دلچسپ مع حاصل مطلب فی جلد	۴ر
چند پند مطبوعہ افتخار دہلی (مضمون) مبتدی بچوں کے پڑھنے کی اردو کتاب جسمیں انکے لیے مفید مضامین جمع کیے گئے ہیں...	۴ر
صرف صغیر یعنے قواعد فارسی فی جلد	۲ر
نصاب خسرو یہ کتاب نصاب میں ہے فی جلد	۱ر
اتمام حجۃ یہ رسالہ نظم صلاح قوم کے بارے میں ہے فی جلد	۱ر
مبادی الحکمۃ بزبان اردو مطبوعہ افتخار دہلی (مضمون) علم منطق میں بہت عمدہ کتاب ہے جسکے صلہ میں مصنف کو گورنمنٹ سے انعام ملا تھا	۸ر
ایامی یہ مولوی صاحب ممدوح کا جدید تصنیف کیا ہوا ناول یعنے فرضی قصہ ہے اسمیں بیوہ عورتوں کے نکاح نہ کرنے کی دینی و دنیوی خرابیاں دکھائی گئی ہیں فی جلد	۱۰ر
رسم خط (مضمون) قواعد املا و انشا مبتدی بچوں کے لیے نہایت فائدہ پہنچانیوالی اور بہت بکار آمد کتاب ہے فی جلد	۲ر
لکچروں کا مجموعہ یہ مولوی صاحب موصوف کے کل لکچروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے وقتاً فوقتاً قومی مجمعوں انجمنوں کے جلسوں میں لاہور دہلی اور علیگڈھ وغیرہ شہروں میں دیئے ہیں جنکا ایک حصہ بطور مجموعہ لاہور میں چھپا تھا مگر اسمیں فقط پانچ لکچر تھے اب ہم نے بسعی عرق ریزی اور محنت سے جون ۱۸۹۲ء تک کے کل لکچر بعد اصلاح و ترمیم مولوی صاحب ممدوح تیرہ لکچروں کا مجموعہ کر کے خوشخط اور عمدہ ولایتی کاغذ و سر ورق پر سبز کاغذ مطبع انصاری میں چھپوایا ہے عربی انگریزی عبارت کے معنے بطور فٹ نوٹ لکھدیئے ہیں قیمت کاغذ ولایتی عہ ایضاً کاغذ دیسی فی جلد	۱۴ر
لکچر دسمبر ۱۸۹۲ء جو بمقام دہلی محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس کے آٹھویں اجلاس پر دیا گیا تھا	۲ر
مایغنیک فی الصرف عربی اردو زبان میں یہ کتاب مبتدیوں کے لیے نہایت بکار آمد ہے (زیر طبع) کاغذ ولایتی	۸ر
ایضاً کاغذ دیسی فی جلد	۵ر

المشتہر محمد نذیر حسین تاجر کتب دہلی بازار دریبہ کلاں ۹۳ء